قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کلیسیں کا شور ہو جائیگی اگر ان دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔
اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے
چھ ماہ ۲/۸ روپے

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خطوط وکتابت بنیجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے
سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | ۱۶- فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۱۰۵

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر کی شفا کاملہ کے لئے احباب کو دعا کے لئے توجہ دلاتا ہوں۔ اور اہل بیت نبوی میں خیریت ہے۔

۲- مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کا لیکچر دعا پر ہوا مولانا موصوف کا مضمون عالمانہ اور صوفیانہ مذاق میں ڈوبا ہوا اپنے اندر بہت سے معارف و حقائق لئے ہوئے تھا جس سے صاحبان فہم و بصیرت نے خاص حظ حاصل کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء دعا کے چودہ معنے پھر اس کے اصطلاحی معنے اس کے آداب سب آپنے قرآن مجید کی آیات ہی سے بیان کئے اور اسی ضمن میں الحمد کی عجیب و غریب تفسیر تھی جس سے مسئلہ دعا کے کل پہلوؤں پر روشنی پڑتی تھی۔ اور یہ وہ طرز ہے۔ جو حضرت مسیح موعود سے خاص تھا اور اب صرف ان لوگوں کو ورثہ میں ملتا ہے جو آنجناب کی صحبت میں

اخبار احمدیہ

۱- شیخ عبدالصمد صاحب جہولہ (ہمیرپور) میں تبلیغ کا کام بڑی محنت سے سرانجام دے رہے ہیں۔

۲- کاٹھ گڑھ کے مدرسہ احمدیہ میں ۳۰ لڑکے درج رجسٹر ہیں۔ مدرسہ ترقی پر ہے۔

۳- عبدالسمیع صاحب کپورتھلہ حضور کا اعلان "عذاب الٰہی سے بچو" شائع کرنیوالے ہیں۔ کپورتھلہ میں طاعون کا زور ہے

۴- شیخ غلام احمد صاحب واعظ مولوی مولا رنگ صاحب ایک ذی علم غیر مقلد صوفی مزاج کی درخواست بیعت بھجواتے ہیں۔

۵- فرخ دہلوی اس شعر میں حضرت خلیفہ ثانی سے اپنے اخلاص کا اظہار کرتے ہیں ؎

گو بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں تمہیں ✽ سگ تیری ہی در کا کہلاتا ہوں تمہیں

۶- قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری ملتان خان سکنہ موضع شاہی کی بیعت خلافت بھیجتے ہیں۔

۷- ہمارے دوست حامد حسین صاحب فرصت کے اوقات حضرت اقدس کی کوئی کتاب مخالفین میں سے کسی کو سناتے ہیں اچھا نسخہ ہے

۸- فولیی (حیدرآباد سندھ) کے میاں محمد اسمٰعیل صاحب تاجر بیعت کر چکے ہیں۔ وہاں طاعون ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

۹- سیالکوٹ لاہور امرتسر میں طاعون کی شکائت ہے۔ خدا احمدیوں کو بالخصوص بچائے۔ ۱۰- حضور نے ایک استفتا کے جواب میں لکھایا کہ صدقہ احمدی غیر احمدی غیر مسلم سب کو دیا جا سکتا ہے۔ مگر فضول خرچ مستحق نہیں۔ ۱۱- رنگون سے ایک صاحب لکھتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب کا رسالہ "اندرونی اختلافات" پڑھ کر میرا ایمان اور بھی حضور پر مستحکم ہوا۔ ۱۲- مفتی محمد صادق صاحب

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یورپ

مشرقی پروشیا میں جرمنوں کو کمک۔ لنڈن ۱۱ فروری۔ پیٹروگراڈ کا سرکاری مراسلہ مظہر ہے۔ کہ تحقیق معلوم ہوا ہے۔ کہ مشرقی پروشیا میں جرمنوں کو عظیم کمک پہنچ گئی ہے۔ اور خصوصاً ولکو دسکی اور لک کی سمت میں انہوں نے جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ جرمنی کے وسطی علاقہ سے بھی جدید سپاہ پولینڈ کی طرف پیشقدمی کر رہی ہے۔ اور روسی سپاہ ماسوری جھیلوں کی لائن سے سرحد کی طرف پسپا ہو رہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے غنیم کی پیشقدمی کو روک رکھا ہے۔ دریائے وسچولا کے مشرقی کنارے پر رسیشیتر سے او سٹر ولنکا سر بپا سکوا کے دریا تک فریقین میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ مگر دریائے وسچولا کے مغربی کنارے پر صرف توپخانے کی لڑائی ہوتی رہی۔ روسیوں نے کوہستان کارپیتھین میں سولا بروز کے مغرب میں سالولو کی جانب اور درہ ازدک کے مشرق میں غنیم کے حملوں کو پسپا کیا۔

پانسہ پلٹ گیا۔ لنڈن ۱۲- فروری۔ جرمنی کے چار نئے حیثیوں کے نمودار ہونے سے جن میں کچھ تو مغربی رزمگاہ کے پروشوی سپاہی ہیں۔ اور کچھ نئے رنگروٹ اور محفوظ سپاہ کے آدمی ہیں۔ رزمگاہ کی حالت بالکل بدل گئی۔ اور روسی سپاہ کو بدیں غرض پیچھے ہٹ جانا پڑا ہے۔ کہ وہ از سر نو مرتب کی جائے۔ اور پہلے سے زیادہ جمعیت فراہم کی جائے۔ اور یہ غرض روسی علاقہ میں اور روسی قلعوں کی پناہ میں ہی بہترین طور پر حاصل ہو سکتی ہے۔ صریحاً ہمیں عنقریب طویل جنگی کارروائی سے سابقہ پڑنے والا ہے۔ جو مشرقی پروشیا میں لڑائی کا آخری فیصلہ کر دیگی۔

اب معلوم ہوا ہے کہ کوزیلو موگا کی گھاٹیوں سے جن پر جرمنوں نے ۲۲ ناکام حملوں کے بعد قبضہ کیا تھا جب انہیں اتار کر پسپا کیا گیا۔ تو وہ ۴۰۰۰ مردے وہیں چھوڑ گئے۔ پرزمیسل کی قلعہ گیر فوج ناکام حملوں سے اپنی طاقت ضائع کر رہی ہے۔ اور محاصرہ کرنے والی فوج پر اندھا دھند فیر کر رہی ہے۔

جنگ میں روس کا خرچ۔ لنڈن ۱۱- فروری اس امر کا اعلان کیا گیا۔ کہ جنگ میں روس کا ۴ لاکھ پونڈ روزانہ خرچ ہو رہا ہے۔ یہ بھی اعلان کیا گیا۔ کہ روسی تجارت قریباً بدستور جاری ہے۔

قیصر کی نقل و حرکت۔ لنڈن ۹- فروری قیصر مشرقی رزمگاہ سے سرعت کے ساتھ روانہ ہو کر ولہلمز ہیون کی طرف آ رہا ہے۔

جرمنی و آسٹریا سے بلغاریہ کا معاہدہ۔ لنڈن ۱۰- فروری۔ بلغاریہ اور جرمنی و آسٹریا کے مابین مالی معاہدہ طے پا گیا ہے۔

ولہلمینا کا مال گرفتار۔ لنڈن ۱۲- فروری۔ امریکن کروزر ولہلمینا پر اشیاء خوردنی کا جو مال لدا ہوا تھا۔ اسے انگریزی حکام نے گرفتار کر لیا ہے۔

ہنگری میں صلح کا مطالبہ۔ وائنا ۱۰- فروری ہنگری کے متعدد ممبران پارلیمنٹ نے درخواست کی ہے کہ ملک کی قابل رحم حالت اور قحط اور اندرونی انقلابات کے اندیشہ کی وجہ سے گورنمنٹ سے صلح کی جنبانی کرے۔

رزمگاہ مصر۔ لنڈن ۱۱ فروری۔ برطانوی سپاہ نے مصر میں چند حیرت انگیز فولادی کشتیاں گرفتار کی ہیں جن کے ذریعہ سے ترک نہر سویز سے اپنی فوج پار اتارنا چاہتے تھے۔ یہ کشتیاں نہایت ہلکی ہیں۔ اور ان میں ۸ آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ صحرا میں پانی کا ذخیرہ انہی کشتیوں میں لد کر آیا تھا۔ یہ کشتیاں پل بنانے کے بھی کام آ سکتی ہیں۔

قاہرہ میں اور قیدی پہنچے ہیں۔ جن میں چند مکہ کے حاجی بھی ہیں۔ جنہیں ترکوں نے جبراً فوج میں بھرتی کر لیا تھا۔

دردانیال پر گولہ باری۔ لنڈن ۱۱- فروری۔ چار تباہ کن کشتیوں نے دردانیال پر گولہ باری کی۔ اور ۴۷ گولے پھینکے۔ جن سے ۴ گودام جل گئے۔

ریمز پر پھر گولہ باری۔ لنڈن ۹- فروری جرمنوں نے پھر ریمز (فرانس) پر گولہ باری کی ہے۔ اور ایک عورت اور ایک لڑکے کو مار ڈالا ہے۔

ہندوستانی سپاہیوں کیلئے اخبار۔ لنڈن ۹ فروری رزمگاہ فرانس کے ہندوستانی سپاہیوں کے لئے خواہ وہ مجروح ہوں یا کسی اور غرض کے لئے انگلستان گئے ہوں اردو اور ہندی میں جنگ کی خبریں مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

شدید اور خونریز جنگ۔ لنڈن ۱۱- فروری۔ پیرس کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ساحل سمندر سے کر کرپیین تک تمام محاذ پر توپخانہ کی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اور ہوا باز بھی اپنی لائنوں سے نکل کر ایکدوسرے پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ سنٹ ہلی کے جنگلوں میں جن پر ہم نے حال میں قبضہ کیا تھا۔ ہم نے جرمن حملوں کو پسپا کیا۔ ارگون کے علاقہ میں میرپا تھیرسی کے قلعہ کے گرد لڑائی جاری ہے۔ اگرچہ جرمنوں کی سپاہ ایک ڈویژن تھی۔ مگر ہم اپنی خندقوں پر بدستور قابض رہے۔ غنیم کو معتدبہ اور بہت شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ جرمنوں نے رات کو شدت کی تاریکی میں دو پلٹنوں سے لا فانٹینل پر حملہ کیا۔ جس میں پہلے کسی قدر زمین ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ مگر ہم نے جوابی حملہ سے اسے فوراً بعد میں واپس لے لیا۔

برطانیہ کے مصارف جنگ۔ لنڈن ۱۰ فروری آج دیوان عام میں ۳۰ لاکھ سپاہ کے فوجی مصارف کے لئے بالاتفاق منظوری دیگئی۔

سرجان فرینچ۔ لنڈن ۱۱- فروری۔ مسٹر اسکوئتھ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ سرجان فرینچ آئندہ ہفتہ دوبار سرکاری اطلاع بھیجا کریں گے۔ جس میں میدان جنگ کے تمام حالات درج ہوا کریں گے۔

جرمنوں کے خونریز حملے۔ پیرس ۱۲- فروری۔ غنیم نے نیوپورٹ اور دریائے ایسر کے کناروں پر شدت سے گولہ باری کی۔ مگر اس سے صرف مال و اسباب اور مکانات کو کسی قدر نقصان پہنچا۔ ہمارے توپخانہ نے بھی اس کا موثر جواب دیا۔ بگائی علاقہ ارگون میں خندق کی توپوں کے ساتھ تمام صبح گولہ باری ہوتی رہی۔

جرمنی کی آبدوز کشتیاں۔ لنڈن ۱۰ فروری۔ جنگ میں جرمنی کے پاس ۲۸ آبدوز کشتیاں تھیں۔ اور ۱۲ زیر تعمیر تھیں۔ اور ۶ دوسری سلطنتوں کے لئے طیار ہو رہی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ انگلستان میں دشمن کے ۱۰۹ جہاز ہیں اور جن سے سرکاری کام نہیں لیا جاتا۔ وہ عام تجارت کے کام میں لگائے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان - دارالامان - مورخہ ۱۶ - فروری ۱۹۱۵ء

"دہلی کا حادثۂ بمب"
ہندوستان کے نادان دوست

ابھی اس ناگوار حادثہ اس افسوسناک واقعہ اور اس شرمناک انارکسٹانہ حرکت کا آخری منظر ہندوستان کی وفادار اور مخلص آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہیں ہونے پایا تھا۔ نہ ہی عدالت عالیہ چیفکورٹ کے فیصلہ کی سیاہی خشک ہوئی تھی۔ اور نہ ہی ملک کو خودسر غلطی خوردہ نوجوانوں کی آخری قسمت پر غور کرنے کا کافی موقعہ ملا تھا۔ کہ یکایک ذیل کی اندوہناک خبر نے ہندوستان کے حقیقی بہی خواہوں کو سخت متحیر کردیا ہے۔

۱۔ تاریخ شب کے ۷ بجے ۴ منٹ پر دہلی کلب کے باغ میں ایک بمب پھینکا گیا۔ اور وہ پھٹ گیا۔ یہ بمب اس راستہ پر پھینکا گیا تھا۔ جو علی پور سٹرک پر کمپاؤنڈ میں ہو کے نکل جاتا ہے۔ یہ بمب ایک ہندوستانی نے پھینکا۔ جو وہیں کی عمارت کے قریب چمن میں چھپا کھڑا تھا۔ بمب جس وقت پھینکا گیا۔ تو وہ تاروں میں اور باغ کے لوہے کے کڑہ سے ٹکرا کر زمین پر گرا۔ اس ٹکرانے سے اس میں چنگارے چھوٹتے رہے۔ اور اخیر بڑی دیر کے بعد وہ پھٹ گیا۔ جو وقت

بمب پھینکا گیا

تو ایک موٹر کار پاس سے گذری۔ کلب کے ممبروں کے جانے میں صرف ایک گھنٹہ رہ گیا تھا۔ انگریز اور لیڈیوں کی کافی تعداد اس وقت کلب میں موجود تھی۔ بمب کے پھٹنے کی آواز بہت ہی فاصلہ سے سنائی دی۔ خوش قسمتی سے کوئی شخص اس کی زد میں نہیں آیا۔ بمب کا پھینکنے والا بھاگ گیا۔ اور اندھیرے میں غائب ہوگیا۔

بمب کے ٹکڑوں کا امتحان

بمب کے ٹکڑوں کا جب امتحان کیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس بمب میں ویسا تیز آتش گیر مادہ نہیں تھا۔ جیسا ان بمبوں میں پایا گیا۔ جن سے پہلے حملہ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ گولہ ناتیاری کی صورت میں تھا۔

اگرچہ ہندوستان کے ننگ و ملک کے نادان دوست اور مفسد شرانگیز گروہ کا یہ تازہ وار بے ثمر رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کی غرض بھی محض یہ بتانا ہو۔ کہ ابھی تک سازشیوں کی جماعت کا وجود ہندوستان بلکہ ہندوستان کے عین پایۂ تخت میں موجود ہے۔ تاہم کہتے ہیں۔ کہ ان مجنونانہ افعال کا نتیجہ کیا؟ یہی نا کہ جیسے پہلے کئی نوعمر ناتجربہ کار نوجوان اپنی جان عزیز ضائع کرکے اپنے والدین کو داغ مفارقت دے چکے ہیں۔ اور کئی ایک ان کے نقش قدم پر چلکر چندروز میں خودکشی کے جرم ناسزا کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔ یعنی جیسا کہ پنجاب چیفکورٹ کے فیصلہ سے ظاہر ہے۔

امیرچند۔ بال مکند۔ اودھ بہاری۔ بسنت کمار بسواس کو دار پر لٹکائے جانے کا حکم عملی صورت اختیار کرنے والا ہے۔ پس بمب باز گروہ اگر ملک کی خدمت کے یہ معنی سمجھتا ہے کہ نوجوانوں کے سر کٹوائے۔ ہندوستان کے قدیم نیک نام اور اس ملک کی مسلمہ وفاداری پر حرف لائے۔ تو اسے مبارک ہو۔ وہ اپنا مطلب پورا کرچکا۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ

گو ملک کی خوش بختی اور خوش طالعی سے حکمران جماعت خصوصاً لارڈ ہارڈنگ نے باوجود تکلیف برداشت کرنے اور دکھ اٹھانے کے اپنی روش میں کوئی تغیر کرنا پسند نہیں کیا۔ اور اہل ہند کو بحیثیت مجموعی اس مجنون لشکر شیطان کے مکروہ منصوبوں سے بری الذمہ رکھا ہے۔ تاہم ان حرکات نے نہ صرف انگریزوں سے زیادہ ہندوستانی جانوں کو تلف کر دیا ہے۔ بلکہ اپنے ملک کے سفید دامن پر ایک بدنما دھبہ لگا دیا ہے ؂

ہم خوش تھے۔ کہ دجلہ و فرات کے کناروں۔ ارض مصر کی ریت مشرقی افریقہ کی چٹانوں پر اور ... کے دلدلی میدانوں میں گرنے والا ہندوستانی خون اس سیاہ دھبہ کو دھو ڈالنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ اور حکمران قوم کے ارباب حل و عقد سے لیکر عوام الناس تک اب ہندوستان کے نام کی عزت کرنے لگ گئے ہیں۔ اور ہندوستان کی مالی و جانی قربانی اس کا بلا لحاظ ملت و مذہب انگریزی سلطنت سے وفا و اخلاص کا اظہار کرنا قریب ہے قبل ہیں کامیاب انگریز سے نہ صرف خراج تحسین وصول کریگا۔ بلکہ اسے برطانیہ کے زیرنگیں نوآبادیوں میں جائز و مناسب مقام دلائیگا۔

مگر اس خطرناک امن شکن گروہ کی موجودگی نے جو حکمران کی نسبت محکوم کا زیادہ دشمن ہے۔ ان امیدوں کو اگر مایوسی کا لباس نہیں پہنایا۔ تو یقیناً بدمزگی ضرور پیدا کردی ہے ابھی کل کا واقعہ ہے۔ کہ ہندوستان کا سب سے بڑا ذمہ وار افسر ہندوستان کی وفاداری پر ناز کرتا اور ہندوستانی سپاہیوں کے پانچ مختلف میدان ہائے کارزار میں نبرد آزما ہونیکو فخر بیان کرتا ہے پھر حضور وائسرائے کا بنفس نفیس سرسریندر ناتھ بینرجی کے گھر پر جانا کوئی بہت دنوں کی سرگذشت نہیں۔ اور مدراس کے ایک اہم جلسہ میں سرکار کے اعلیٰ عہدہ داروں کی موجودگی میں "بندے ماترم" کے نعرہ لگانا اور افسران سرکار کا ناپسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھنا ابھی تازہ واقعہ ہے۔ اور حاکم و محکوم کے تعلقات کی ایک روشن مثال ہے۔

سر جیمس مسٹن کا دربار لکھنؤ میں ہندوستان کی وفاداری پر نہایت قیمتی اور قابل قدر خیالات کا اظہار کرنا صاف بتلاتا ہے کہ شاہ انگلستان کے نمائندے اب ہندوستان اور ہندوستانیوں کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سر جیمس فرماتے ہیں "اور لوگ ہیں۔ جو اظہار وفاداری کی نسبت خیال کرتے ہیں کہ اس پر خرچ تو کچھ نہیں آتا۔ مگر اسکا معاوضہ بعد کے انعامات و اجر سے ملجاتا ہے۔ لیکن آپ کے جذبات وفاداری ان خیالات سے بالاتر ہیں۔ آپکا یقین و ایمان ہے۔ کہ زمینی حاکم کے ساتھ وفاداری رکھنا ہمارا **غیر مشروط فرض ہے**"۔

پس لازم تھا۔ کہ بمب اندازی۔ سیاسی ڈکیتیوں اور دیگر جرائم کا سدباب کرکے اس بات کا اظہار کردیا جاتا۔ کہ ہمارا ملک حکمران جماعت کے حسن ظن کا مستحق اور آئندہ استحقاقات ملنے کا اہل ہے۔ مگر اظہار اس کے خلاف ہوا۔ اور اس پر جسقدر افسوس کیا جائے بجا ہے * کاش! لوگ سمجھتے۔ اور شہزادہ امن کی تعلیم پر عمل پیرا ہوکر فساد سے بچتے اور انہیں سے ہر ایک عہد کرتا۔ "میں بغاوت کی تمام راہوں سے بچتا رہوں گا" پھر دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ کس طرح ان کے حقوق کا خود محافظ ہوتا ہے ؂

ان الدین عند اللہ

الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں

دنیا میں ہر ایک چیز دو پہلو رکھتی ہے۔ ظاہری اور باطنی اور کسی چیز کے عمدہ ہونے کی یہی پہچان ہے۔ کہ وہ اپنے دونو پہلوؤں کے لحاظ سے اچھی اور اعلیٰ ثابت کی جاوے اگر ایک چیز باطن میں اچھی اور ظاہر میں بری ہوگی۔ وہ بھی ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ اور ہم اس کے ظاہر کے خبث کو دیکھ کر اس سے ایسے متنفر ہو جائیں گے۔ کہ اس کے باطنی فوائد سے ہمیں محروم ہونا پڑے گا۔ اسی طرح جو چیز ظاہری لحاظ سے تو اچھی نظر آوے۔ لیکن باطن میں وہ اچھی نہ ہو۔ اس سے بھی ہم متمتع نہیں ہو سکتے۔ اور گو اسکی ظاہری صورت پر ہم فریفتہ ہو جاویں۔ مگر نتیجہ کے وقت ہم نقصان اٹھائیں گے۔ غرض ایک چیز اعلیٰ اور افضل تبھی سمجھی جاویگی جبکہ وہ باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری کمالات سے بھی آراستہ ہو۔ اسی اصول اور معیار پر دنیا کی ان کتابوں کو پرکھنا چاہیئے جن کے متعلق ان کے متبعین کا دعویٰ ہے کہ یہ کتابیں الہامی ہیں۔ اور ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کتابیں معنوی خوبی کے علاوہ ظاہری فصاحت و بلاغت اور نازل کرنے والے علیم حکیم کی قادر کلامی کا کوئی اعلیٰ نمونہ بھی دکھاتی ہیں۔ یا نہیں۔ کیونکہ جسطرح ایک الہامی کتاب کے متعلق یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اس کی تعلیم کیا ہے۔ اور اس کے مضامین صحت کے لحاظ سے کیسے ہیں۔ اسی طرح یہ معلوم کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ کہ جس زبان میں یہ اپنا مطلب بیان کرتی ہے۔ اور جن الفاظ میں یہ اپنا منشاء ظاہر کرتی ہے آیا وہ بلحاظ فصاحت اور بلاغت کے کسی اعلیٰ پیمانہ پر ہیں یا برخلاف اس کے فصاحت اور بلاغت سے خالی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ایک بات معمولی ہوتی ہے۔ مگر ایک فصیح قادر کلام شخص ایسی عبارت میں اسے بیان کرتا ہے۔ کہ سننے والے عش عش کر جاتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے ایک نہایت لطیف نکتہ اور ایک پر لطافت بات کو ایک گندیدہ بیان ایسی طرز سے ادا کرتا ہے۔ کہ سننے والے سخت نفرت کرتے ہیں اور اس اصل نکتہ سے بھی تنفر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ الہامی کتاب جس طرح اپنی تعلیم کے لحاظ سے بے نظیر ہو۔ اسی طرح اس کی عبارت اور اس کا لٹریچر بھی بے نظیر اور بے مثل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کے منہ کا کلام ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا کلام انسانوں کے کلاموں سے ضرور ممتاز ہونا چاہیئے۔ اب ہم اس اصل اور معیار پر تمام الہامی کتابوں کو پرکھتے ہوئے سب سے پہلے وہ کتاب لیتے ہیں۔ جس کے متعلق اسکے متبعین کا دعویٰ ہے۔ کہ یہ کتاب سب سے پہلی کتاب ہے۔ یعنے ژند وستا کو لیتے ہیں۔ اسے آپ اول سے آخر تک پڑھ جاویں۔ اس میں کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا گیا۔ کہ یہ دنیا کی تمام کتابوں سے بلحاظ اپنے معنوں اور ساری خوبیوں کے ممتاز ہے۔ یا یہ کہا گیا ہو۔ کہ اس کتاب کی مثل لانے پر کوئی شخص قادر نہیں۔ اور یا دنیا کو چیلنج دیا گیا ہو۔ کہ آؤ! اس کے مقابلہ میں ایسی پر فصاحت و بلاغت کتاب پیش کرو۔ ہرگز نہیں۔ جب خود کتاب ہی اس بات کی مدعی نہیں۔ تو اور کون دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ ژندوستا ایک بے نظیر کتاب ہے۔ پھر اس کے بعد وید کا درجہ ہے۔ وید کا ترجمہ چھپ چکا ہے۔ آپ شروع سے آخر تک ختم کر جائیں۔ ایک شرتی بھی ایسی نہ ملیگی۔ جس میں دعویٰ کیا گیا ہو۔ کہ وید ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور فصیح و بلیغ ہدایت نامہ ہے۔ کہ جسکا مقابلہ کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔ جب وید اس دعویٰ سے دست بردار ہے۔ اور اپنی بے نظیری کا خود قائل نہیں تو اسکے متبعین کا لاف گزاف سے کام لینا کسی شمار میں نہیں سمجھا جاویگا۔ اور اگر کوئی آریہ وید کو اس کی معنوی خوبیوں اور اس کے لٹریچر کے بے نظیر ہونے کے لحاظ سے دنیا کی تمام کتابوں سے افضل سمجھتا ہے۔ تو وہ یہ دعویٰ خود وید سے نکال کر دکھا دے۔ جب وید ہی اس دعویٰ سے ساکت ہے۔ تو کسی آریہ کا ادعاء ہماری توجہ کو اس طرف منعطف نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں ہم اتنا کہدینے میں مضائقہ نہیں سمجھتے۔ کہ جہاں تک سیر کا ہم نے مطالعہ کیا ہے۔ اُسے فصاحت و بلاغت کی خوبیوں سے خالی پایا ہے۔ مثلاً تشبیہ بھی عبارت میں لطافت پیدا کرنے کا ایک بڑا سبب ہے۔ اور اگر عمدہ اور اچھی تشبیہ دی جاوے تو عبارت کا رنگ دوبالا ہو جاتا ہے۔ مگر وید میں جابجا غیر مناسب اور غیر موزون تشبیہیں دی گئی ہیں۔ کہیں اگنی سے مراد خدا لیا گیا ہے۔ حالانکہ آگ میں اور اس قدوس اور منزہ ذات میں مابہ الاشتراک کوئی بات نہیں۔ پھر کہیں خدا کو ہوا سے تشبیہ دی ہے۔ کہیں خدا کو پانی سے مشابہ ٹھہرا کر جل سے دعا مانگی گئی ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کو ایسی بری مثالوں سے ممثل کیا ہے۔ جو اس پاک ذات کے کسی طرح شایان شان نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ کسی کتاب میں غلط تمثیلات اور غیر موزون تشبیہات کا ہونا دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ کسی بے علم کی تصنیف ہے۔ اور کسی ایسے شخص نے اسے تالیف کیا ہے۔ جو زبان کی لطافت سے محض ناآشنا ہے وید کے بعد توریت کو لو۔ وہ بھی ہرگز اپنے بے نظیر ہونے کی مدعی نہیں۔ اور نہ اس کی مثل لانے کے متعلق دنیا کو چیلنج دیا گیا ہے۔ اور چونکہ وہ خود ساکت ہے۔ اس لئے اس کے متعلق کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ اس کے افصح اور ابلغ ہونے کا دعوےٰ کرے۔ اور دعویٰ بھی کس بنا پر کیا جاوے۔ جبکہ دنیا میں وہ اصل توریت موجود ہی نہیں۔ جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ بلکہ یہ سب تراجم ہیں۔ اور اگر عبرانی زبان میں بھی توریت پائی جاتی ہے۔ تو وہ اصل نہیں۔ بلکہ یونانی وغیرہ سے ترجمہ شدہ ہے غرض جس الہامی کتاب کی زبان ہی بدل دی گئی ہو۔ اور انسانی الفاظ میں خدائی لفظوں کو منتقل کر دیا گیا ہو۔ اس کے متعلق فصیح یا غیر فصیح ہونے کا جھگڑا ہی نہیں ہو سکتا۔ توریت کے بعد قرآن مجید کو لو۔ وہ اگر اپنی تعلیم کے متعلق لا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا فرماتا ہے۔ تو ساتھ ہی دنیا کو چیلنج دیتا ہے۔ قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یعنی اگر تم کو اس کتاب کے خدا کی طرف سے ہونے میں کوئی شک ہے تو ہم تم کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ تم کوئی کتاب اس جیسی بنا کر لاؤ۔ جو بلحاظ فصاحت و بلاغت قرآن مجید کے پایہ کی ہو۔ پھر اس چیلنج کے بعد اعلان فرمایا؟

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا

بمثل ھٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا - یعنی اگر تمام دنیا بھی ملکر یہ کوشش کرے - کہ قرآن مجید جیسی فصیح بلیغ کتاب تصنیف کریں - تو وہ ہزار سر پٹکیں - کبھی اس مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے -

پھر جب ہم ملک عرب کی حالت کو دیکھتے ہیں - تو سوائے زبان دانی اور شعر و شاعری کے اور کوئی چرچا ہی نہیں پاتے - فصیح سے فصیح قصیدے بنائے جاتے ہیں - بلیغ سے بلیغ خطبے پڑھے جاتے ہیں - بچہ بچہ کو زبان کی لطافت کا چسکہ ہے - اپنے سوا تمام دنیا کو عجم یعنی گونگا کہتے ہیں - مگر قرآن مجید کی بے نظیری کا اعلان ہوتے ہی سب دنگ رہ جاتے ہیں - کوئی مقابلہ کو نہیں نکلتا - وہ لوگ کہ فصاحت جن کی جان تھی اور وہ قوم کہ بلاغت میں کسی سے دب کر رہنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے - قرآن مجید پڑھکر حیران رہ جاتے ہیں - اور کوئی ادیب کوئی زباندان ہمت نہیں کرتا - کہ مقابلہ پر اس کی مثل لانے کی حامی بھرے - بلکہ وہ سات مشہور قصیدے جو فصاحت میں بے نظیر ہونے کی وجہ سے خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے تھے - قرآن حکیم کے نازل ہوتے ہی اتار کر پھینک دیئے جاتے ہیں - یہ کیوں ہوا صرف اس لئے کہ قرآن مجید اپنی تعلیم کے بے مثل ہونے کے علاوہ ظاہری فصاحت و بلاغت میں بھی تمام دنیا کی کتابوں اور شعراء کے قابل فخر قصیدوں سے نہایت بڑھ چڑھ کر ہے - اور آج جبکہ تیرہ سو برس کا ایک لمبا عرصہ اس اعلان پر گذر جاتا ہے - اور عربی کا کوئی ادیب مقابلہ پر نہیں آتا - اور اس پر زور چیلنج پر کوئی صدائے بازگشت ہمیں سنائی نہیں دیتی - تو قرآن مجید کی صداقت اور زیادہ وضاحت سے ظاہر ہوتی ہے ؎

غرض تیسری خصوصیت جو اسلام کو حاصل ہے - وہ اس کی الہامی کتاب کا بے نظیر ہونا ہے - اور قرآن مجید کے سوائے کسی اور کتاب نے دعوےٰ کیا - کہ میں بے نظیر ہوں - اور نہ واقعہ میں کوئی کتاب ایسی فصیح و بلیغ ہے - کہ جس زبان میں نازل ہو - اس کے بڑے بڑے ادیب اس کی فصاحت پر سر تسلیم خم کرتے ہوں اور نہ قرآن مجید کے سوا کسی اور کتاب نے اپنی مثل لانے کا دنیا کو چیلنج دیا ہے ؎

(از حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری)

(یہ نظم بر موقعہ جلسہ پڑھی تھی)

بڑا آج فضل خدا ہو رہا ہے
کہ حاصل مرا مدعا ہو رہا ہے

ادہر احمدی ہیں ادہر احمدی ہیں
اولوالعزم جلوہ نما ہو رہا ہے

ستاروں میں جسطرح ہو ماہ روشن
یہ رنگ آج صل علیٰ ہو رہا ہے

بپا ہو وہ خلقت یہ جوش عقیدت
نہائت ہی راحت فزا ہو رہا ہے

مزے سے مزے لوٹتی ہیں نگاہیں
کہ منظر بہت خوشنما ہو رہا ہے

انھیں کیوں تر رہ رہ کے دلمیں امنگیں
تماشائے شان خدا ہو رہا ہے

ہے ایک ایک محمود احمد کا شیدا
جسے دیکھتا ہوں فدا ہو رہا ہے

پھرے ہیں جو عہد وفا سے پھریں گے
یہی تذکرہ جا بجا ہو رہا ہے

سوا اسکے ہے اور کچھ جسکے دلمیں
وہ پابند حرص و ہوا ہو رہا ہے

کوئی جا کے کہدے یہ اس خوش نما سے
جو اپنی ادا پر فدا ہو رہا ہے

کہیں منہ کی پھو کو نہیں بجھتا ہے سورج
ارے میرے دانا یہ کیا ہو رہا ہے

کدہر آج تیر ستم چل رہے ہیں
کدہر وار تیغ جفا ہو رہا ہے

جو ہونا تھا بالقصد اسکو بھلایا
جو بھولے سے ہوتا نہ تھا ہو رہا ہے

جو جائز نہ تھا ہو گیا آج جائز
جو ناروا تھا وہ روا ہو رہا ہے

وہ محمود احمد جو ہے ابن مہدی
اسی پر ستم بر ملا ہو رہا ہے

وہ کسکو سنائیں وہ کیونکر دکھائیں
جو حال دل مبتلا ہو رہا ہے

نتیجہ یہ غیروں سے ملنے کا نکلا -
کہ بھائی سے بھائی جدا ہو رہا ہے

بلاتے ہیں کسواسطے اب وہ ہمکو
مگر ان کو کچھ وہم سا ہو رہا ہے

ہوئی ہے نہ ہوگی امید انکی پوری
کہ اب آشکار آئینہ ہو رہا ہے

بس اب امن اسی میں ہے مختار احمد
اُسے چھوڑ دو جو جدا ہو رہا ہے

جناب مفتی محمد صادق صاحب عفی اللہ عنہ

آجکل بشارت منزل - چوک اسپان حیدر آباد دکن میں تشریف رکھتے ہیں ؎

اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے؟

"ٹریکٹ الموسومہ" اسلامی طریق عبادت" کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے - کہ قرآن کے سچے پیروؤں کو عقبےٰ کے خوف کی کوئی حاجت نہیں - یہ چھوٹی سی تصنیف احمد مسیح موعود کی تالیف کردہ ہے - (یہ رسالہ نماز حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی نے تالیف فرمایا تھا -) اس چھوٹے سے رسالے کے ساتھ ایک اور ٹریکٹ بھی ہے - جس میں آپ نے پیشگوئیوں کی پوری تفصیل دی ہے - جو بالکل سچی معلوم ہوتی ہے - ان میں نہ صرف وہ بڑا بھاری زلزلہ بھی شامل ہے - جو سان فرانسسکو میں آیا - بلکہ ان میں تباہی آمیز موجودہ جنگ کے متعلق بھی پیشگوئی ہے - جو آجکل یورپ میں ہو رہی ہے -

اس مشہور رسالہ اور ٹریکٹ کی کاپیاں قادیان (گورداسپور) ہندوستان سے مل سکتی ہیں" -

ناظرین کو یاد ہوگا - کہ پچھلے دنوں "اسلامک موڈ آف ورشپ" ایک چھوٹا سا رسالہ جو بلاد غربیہ میں بھجوایا گیا تھا - اس کی بابت نیویارک کے ایک مشہور اخبار نے اپنی ۱۷ - دسمبر ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں "اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے" کے عنوان سے مندرجہ بالا عبارت لکھی ہے ؎

"امرت" کا معافی نامہ

امرت نے جو مضمون دربارۂ قرآن مجید لکھ کر مسلمانوں کی دل آزاری کی تھی - اسکے متعلق وہ ان الفاظ میں معافی مانگتا ہے "قرآن کے متعلق ایک مضمون - امرت مورخہ ۲۲ - جنوری میں ایک مضمون امرت کے کسی نامہ نگار کی قلم سے قرآن شریف کے متعلق شائع ہوا ہے - جو ہماری رائے میں ہرگز شائع نہ ہونا چاہئے تھا - ہمیں سخت افسوس ہے - کہ یہ مضمون ہماری نظر سے اوجھل ہو کر شائع ہو گیا ہم محسوس کرتے ہیں - کہ اس میں کئی الفاظ ایسے ہیں - جو نہیں لکھے جانے چاہئیں تھے - ہم اس مضمون کی اشاعت کیلئے اظہار افسوس کرتے ہوئے اسے واپس لیتے ہیں" -

گرچہ کہتے ہیں - عہد دل را شکستہ ز نگہ گو ہر شکستہ

ثبوت ملائکہ

نمبر ۲

(از سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

دُوسری دلیل اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک اصول بیان فرماتا ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ یعنی دنیا میں سب سے زیادہ صادق اور سب سے زیادہ راستباز اور سب سے بڑھ کر ناراستی کا دشمن خود خدا تعالیٰ کا وجود باجود ہے۔ کیونکہ وہ تمام سچائیوں کا سرچشمہ اور تمام صداقتوں کا منبع ہے۔ اُس نے اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لئے قرآن جیسی پاک کتاب نازل فرمائی۔ اور دنیا میں اعلان کردیا۔ کہ قل اِن کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یعنی یہ کتاب میری صداقت کا اور میرے علم و حکمت کا ایک زندہ گواہ ہے۔ کوئی شخص اس کتاب کی مثل لانے پر قادر نہیں۔ خواہ دنیا کے تمام عالم جن و انس اکٹھے ہو کر اس کی نظیر لانا چاہیں۔ مگر وہ کبھی قادر نہ ہوں گے۔ چنانچہ تیرہ سو برس سے دنیا اس اعلان کی صداقت کو دیکھ رہی ہے۔ آج تک کوئی شخص نہیں اٹھا۔ جس نے قرآن مجید کی کسی ایک خوبی کا بھی کوئی نمونہ دکھایا ہو۔ پھر قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے آئندہ زمانہ کے متعلق بہت سی اہم خبریں قبل از وقت بیان فرمائیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور پوری ہو رہی ہیں۔ اور دنیا میں کوئی بڑا انقلاب نہیں آتا۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی پیشگوئی نہیں کی ہوئی ہوتی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ایک زمانہ آتا ہے جب یاجوج ماجوج تمام دنیا پر چھا جاویں گے۔ اور تمام زمین پر وہ پھیل جاویں۔ حالانکہ اسوقت یاجوج ماجوج کا نام کوئی مروج نہ تھا۔ کوئی ان کو جانتا بھی نہ تھا۔ مگر آج بیسویں صدی پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ وہ یاجوج ماجوج آ گئے ہیں جن کی قرآن مجید نے پیشگوئی کی تھی۔ پھر اس صداقتوں کے منبع اور راستبازی کے سرچشمہ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک کیڑا نکلے گا۔ جو لوگوں کو کاٹے گا۔ اور لوگ اس کے کاٹنے سے ہلاک ہو جاویں گے۔ اور تیرہ سو برس گذرنے پر وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اور طاعون کا کیڑا قوموں کی قوموں کو چٹ کر رہا ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں؟ کہ قرآن حق ہے۔ اور اس کا بھیجنے والا بھی حق ہے۔ اور یقیناً ہے۔

سو جب قرآن مجید نے اپنی سچائی دنیا پر ثابت کردی۔ اور قرآن کے خدا کا اصدق الصادقین ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔ تو فرشتوں کا وجود بھی کوئی مشتبہ امر نہ رہا۔ کیونکہ صادق قرآن مجید کھلے اور صاف لفظوں میں ان کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اصدق الصادقین خدا ان کی ہستی کو پیش کرتا ہے ۔

غرض فرشتوں کے وجود کی دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور جب قرآن مجید کی بے نظیری اور مکمل کتاب ہونے اور اس کی پیشگوئیوں کے عین وقت پر پورا نکلنے نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ قرآن سراسر حق ہے۔ تو پھر فرشتوں کی ہستی اور ان کا وجود بھی ثابت ہو گیا۔ کیونکہ اس قرآن نے جو سراسر حق ہے۔ ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے وجود کو تسلیم کیا ہے ۔

خریداران تشحیذ کو اطلاع

فروری کا تشحیذ ضیاء الاسلام پریس میں کثرت کار کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ نبوت مسیح موعود پر مکمل بحث کی ضرورت تھی۔ اور تمام اعتراضوں کا جواب دینا تھا۔ اور حضرت اقدس کی سب تحریروں کو ایک جگہ جمع کر کے دکھانا مقصود تھا) لیٹ ہو گیا۔ اب بہت جلد خریداروں کے پاس بوجہ بڑا حجم ہونے بجائے ۲/۱ کے ۳/۱ کا وی۔ پی ہو گا۔ جو وی پی وصول نہ فرمائیں گے۔ وہ اس کے دیکھنے سے محروم رہیں گے۔ یہ رسالہ غیر خریداروں کو ۳/۱ کے ٹکٹ بھیجنے پر مل سکیگا۔

المشتہر — اکمل - قادیان

آریہ گزٹ کے اعتراض کا جواب

آریہ گزٹ نے اٹلی کے زلزلہ پر مفصلہ ذیل اعتراض کئے ہیں۔

۱- پہلے سنین میں جو زلزلے آئے وہ کیوں آئے۔ اگر حال کا زلزلہ مسیح کی تکذیب کی وجہ سے ہے؟

۲- آپ نے کب اٹلی والوں کو حضرت مرزا صاحب کی آمد اور ان کے معجزوں سے آگاہ کیا؟

الجواب۔ سب سے اول ہم آریہ گزٹ کی عبارت نقل کرتے ہیں:

"یاد رکھو غیب کا علم سوائے ایک ایشور کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ یہ اصلی توحید ہے"

جس سے ظاہر ہے کہ انہیں اصولاً ہم سے اتفاق ہے۔ قرآن مجید بھی یہی کہتا ہے۔ لا یعلم الغیب الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا) اب جو شخص آنے والے ایسے واقعات کو جو انسانی قیاس سے نہیں معلوم ہو سکتے عام طور پر قبل از وقت شائع کر دیتا ہے۔ اور وہ صحیح نکلتے ہیں۔ تو وہ شخص بارگاہ ایزدی کا مقرب ثابت ہو گا۔ اور ہمیں یقین آجائیگا۔ کہ جو کچھ خدا کے نام سے کہتا ہے۔ وہ درست اور واجب الاتباع ہے۔ اسی کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔ (اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے) پس آپ ہی کے تسلیم کردہ اصل اور حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کے بکثرت پورا ہونے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ وہ خدا کی طرف سے تھے۔ اور خدا تعالےٰ ہی انہیں آئندہ کے واقعات سے مطلع فرماتا تھا۔

اب رہا یہ سوال کہ زلزلے تو پہلے بھی آیا کرتے تھے اس زلزلہ میں کیا خصوصیت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو دنیا میں کوئی واقعہ نیا نہیں ہوتا۔ مگر قبل از وقت خبر اس واقعہ کو ایک معجزہ اور نشان بنا دیتی ہے۔ جس پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً قتل تو دنیا میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور کسی کا مقتول ہونا اعجوبہ نہیں۔ مگر

جب خدا کا مرسل کسی کے مطالبہ پر اس کی نسبت قبل از وقت شائع کردے۔ کہ تو اتنے عرصہ کے اندر فلاں دن اور فلاں وقت ایسے طریق سے قتل کیا جائیگا۔ اور پھر وہی بعینہٖ اس مدت مقررہ کے اندر اسی روز اسی وقت قتل ہو۔ اور حکام وقت کی کوشش و سعی نے خدا کے مرسل کی بریت بھی کردی ہو۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ یہ تعین از وقت اطلاع جناب باری کی طرف سے تھی۔ اور اسطرح پر وہ قتل ایک نشان بن گیا۔ پس یہ وجہ ہے کسی معمولی بات کے نشان بن جانے کی۔ گو اس سے پہلے ایسے وقوعے متعدد مرتبہ ہو چکے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جن واقعات کی اطلاع خدا کی طرف سے دی جاتی ہے۔ وہ اپنے اندر ایک خاص ہیبت اور شوکت رکھتے ہیں۔ اور ایسے خرق عادۃ طور پر پورے ہوتے ہیں۔ کہ زبانیں بے اختیار پکار اٹھتی ہیں۔ کہ اس سے پہلے یہ رنگ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ جیسا کہ اس زلزلۂ اُولیٰ کے موقعہ پر ہوا ؂

دوسرے سوال کے جواب میں عرض ہے۔ کہ عذاب اسوقت نازل ہوتا ہے۔ جب لوگ شوخی اور شرارت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور حرمات الٰہیہ کا کچھ پاس نہیں کرتے۔ اور کھلے کھلے طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تب خدا کا غضب بھڑکتا ہے۔ اور وہ کبھی طاعون کی صورت میں کبھی زلزلوں کے رنگ میں نمودار ہوتا ہے اس وقت ایک مامور مبعوث ہوتا ہے۔ جو ان کو مرضات الٰہیہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وما کان ربک مھلک القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلو علیھم آیتنا وما کنا مھلکی القریٰ الا و اھلھا ظالمون۔ داور تیرا رب بستیوں کو اس زمانے میں ہلاک کرتا ہے۔ یعنی عالم تباہی اسوقت آتی ہے۔ جبکہ ان بستیوں کے مرکز میں کوئی رسول مبعوث ہو گویا رسول کی بعثت کی علامت عام تباہیاں ہیں۔ اور اب وجہ بستیوں کی ہلاکت کی یہ فرمائی۔ کہ ہم بستیوں میں عام تباہی نہیں ڈالتے۔ جبتک کہ ان کے باشندے شرارتوں میں حد سے نہ بڑھ جائیں ؂

کسی جگہ عذاب نازل ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہاں مامور کے معجزوں سے بھی آگاہ کردیا جائے۔ بلکہ مامور تو صرف نشان ہے۔ اس بات کا کہ اب دنیا کو اس کے گناہوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ سزا دیگا۔ اور ان سزاؤں کے بھیجنے کی غرض بھی بتادی۔ ولقد ارسلنا الی اممٍ من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون ہم نے تجھ سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ اور ان کو تکالیف میں پکڑا۔ تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں۔

پس ایک تو یہ سوال اس طرح حل ہو جاتا ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے۔ تب خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث کرتا ہے۔ اور کوئی حصہ دنیا اس کی تکذیب کرتا ہے۔ تب اس کا مبعوث ہونا دوسرے لوگوں کو سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں۔ ایک محرک ہو جاتا ہے۔ پس گو اصل سبب ایسے لوگوں پر عذاب کے نزول کا گذشتہ گناہ ہوتے ہیں مگر یہ عذاب اس مامور کی سچائی کا نشان بھی ہے۔ کیونکہ عادۃ اللہ ہے۔ کہ ایسے لوگ کسی مامور کے زمانے میں ہلاک کئے جاتے ہیں ؂

دوم مسیح موعود نے اپنی بعثت کی خبر عام طور پر کل دنیا میں کردی ہے۔ اور اس کے پیرو تمام اکناف عالم میں فرض ادا کر رہے ہیں۔ جہاں لوگ اپنے دنیاوی کاموں کے لئے تھوڑی سی خبر پاکر پھر تفتیش شروع کر دیتے ہیں۔ وہاں ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ دین کی خاطر جدوجہد کریں۔ جس پر ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی کا مدار ہے ؂

قرآن مجید کا صرف اردو ترجمہ

علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی اس بدعت کے موجد ہیں۔ کہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ عبارت قرآنی سے علیحدہ کرکے چھاپا ہے اور ہمارے مہربان مشرق کے غیور اسلام ایڈیٹر و منیجر ہیں۔ جو اس کا اشتہار شائع کر رہے ہیں۔

کاش! علامہ ابوالفضل نہیں۔ تو حکیم بر ہم ہی جو ایک قابل بزرگ ہیں اور جنہیں اکثر راؤں میں الفضل سے توارد ہوتا ہے۔ اس کے بدنتائج پر غور فرمائیں ؂

الہامی کتب میں تحریف اسی طرح ہوا کرتی ہے۔ وہ ترجمہ جو ہے کلام ربانی نہیں۔ بلکہ عباسی صاحب کا اپنا فہم ہے۔

میرے خیال میں تمام مسلمانوں کو اس نازیبا امر پر اظہار نفرت چاہیئے۔ اور ہرگز ایسے ترجمے کی خریداری کرکے لوگوں کو موقعہ نہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ تحریف کلام الٰہی کی بنیاد ڈالنے والے ہوں۔

حمائت الاسلام میں گڑبڑ

انجمن حمائت اسلام میں بارہ ممبروں کی جگہ خالی تھی۔ حاجی شمس الدین صاحب کی رائے تھی۔ کہ انہی پرانے ممبروں کو دوبارہ منتخب کرلیا جائے۔ یا جن حضرات نے بہت گراں قدر مالی امدادیں دی ہیں۔ ان کو تو کم از کم دوبارہ لیا جائے۔ مگر وہاں تمام پرانے ممبروں کی بجائے نئے ممبروں کے رکھنے کا فیصلہ ہوگیا۔ جس پر اظہار ناراضی کیا جارہا ہے۔ میرے خیال میں پرانے نئے کی تو کوئی بات نہیں۔ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کام کے آدمی ہیں یا نہیں۔ احد لیس ؂

جنگ کے چھ مہینے

اسقدر طاقتوں کے مابین جو عظیم الشان جنگ برپا ہے جس کے ششماہیہ نتائج کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آج روس کے قبضہ میں آسٹریا کا ۳۰ ہزار اور جرمنی کا ۳ ہزار مربع میل رقبہ ہے۔ جرمنی۔ فرانس۔ بلجیم اور لکسمبرگ کے ۷ ہزار اور پولینڈ کے ۶ ہزار مربع میل رقبہ پر قابض ہے فرانس جرمنی کے علاقہ السیس میں دو سو مربع میل پر قبضہ رکھتا ہے۔ اور جرمنی نوآبادی کے نقصان کی مقدار ۵ ۲ لاکھ مربع میل رقبہ پر مشتمل ہے سو دولت عثمانیہ کے نقصانات حسب ذیل ہیں۔ بصرہ ۵۴ ہزار مربع میل۔ مصر ۳ لاکھ ۶۳ ہزار ایک سو ۸۱ مربع میل۔ قبرص ۳ ہزار ۵ سو ۸۴ مربع میل اور دیگر مختصر علاقے ٹرکی کا یہ تمام رقبہ موجودہ وقت میں برٹش گورنمنٹ کے زیر تصرف ہے بجز چند مستثنیات کے چونکہ لڑائی فی الحال ہر جگہ جاری ہے اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان اعداد میں آئندہ کس قدر تغیرات عظیم واقع ہونے والے ہیں ؂

دعوت الی الخیر

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے برادر سلطان غوث اور میانجی سبحان محمد کے خطوط دربارہ تحقیق حق زیر عنوان "ماریشس سے ایک آواز" درج کئے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحب معروف مسیح موعود کی غلامی میں داخل ہو کر سلسلہ احمدیہ کے ارکان میں شامل ہو چکے ہیں۔ میانجی صاحب کا مخلصانہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا فرماویں۔ (ایڈیٹر)

اما بعد واضح ہو۔ صاحب مینیجر ریویو آف ریلیجنز کو از طرف کمترین و خاکسار میانجی سبحان محمد رجب علی کے۔ کہ میں باشندہ جزیرہ ماریشس کا ہوں۔ میں نے آپ سے مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارے میں دریافت کے لئے ایک خط لکھا تھا۔ سو آپ نے مہربانی کی رو سے مجھے چند ریویو اور دو جلدیں ازالہ اوہام اور ایک نمبر تائید حق کی میرے لئے مفت بھیجدیں۔ اس کے لئے میں آپکا نہایت احسانمند ہوں۔ کہ آپ نے مجھ پر نہایت مہربانی و نوازش فرمائی۔ میں خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا۔ کہ اتنے دنوں تک ضلالت اور گمراہی میں پڑا تھا۔ اور اب مجھے دین اسلام کی وہ خیر خواہ کے ذریعہ دین اسلام کی اور صراط مستقیم کی راہ سوجھائی۔ یعنے گویا میں از سر نو مسلمان ہوا۔ لیکن ہمیں یہاں پر ایک عالم مشنری کی بھی ضرورت ہے۔ کہ ہمیں اور اچھی طرح آکر دین اسلام کے احکام سے مطلع کرے۔ اور ہم سے بیعت بھی لیوے۔ اور میں اپنے تئیں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل کر چکا ہوں۔ مگر ہم کتابوں کے بھی محتاج ہیں۔ کہ مفصل طور سے سلسلہ کے احکام سے واقف ہوں۔ اور میں بھی نہایت ناچاری میں ہوں۔ یعنی میں بہت ہی غریب ہوں۔ اور بیماری نے بھی بہت سخت گرفت کر لیا ہے۔ اس سے میں نہایت مجبور ہوں۔ اور چار بچے بھی چھوٹے چھوٹے ہیں۔ شکر ہے خدا تعالیٰ کا کہ ابھی تک مجھے زندہ رکھا۔ کہ اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ امیدوار ہوں کہ تمام برادران سلسلہ عالیہ ہمارے حق میں دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ تندرستی عطا کرے۔ اور نیز حضرت شہزادہ بشیر رضی اللہ تعالیٰ کو ہماری طرف سے ہزار سلام اور ان کا دعا کی بھی امیدوار ہوں۔ کہ میرے حق میں دعائے خیر فرمادیں۔ اور صراط مستقیم پہ چلنے کی توفیق ہووے۔ کیونکہ اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے سے تمام دوست اقارب حسد کرتے ہیں۔ اور خصوصاً اپنے سگے بھائی بھی پانچ ہیں۔ وے بھی حاسد ہیں۔ مگر ان میں ایک بنام یوسف رجب علی قائل ہے۔ اور باقی مخالف۔ مگر مجھے اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ اگرچہ وے ناراض ہیں۔ مگر میرا خدا مجھ سے خوش ہووے تو ویسی اور کوئی دولت نہیں۔

اور ہم بھی اپنی بد قسمتی سے ایک گمنام جزیرہ میں رہتے ہیں۔ اور بہت دور دراز مقام پر ہیں۔ کوئی راہ بھی ملتی۔ تو میں چلکر قادیان شریف میں حاضر ہوتا۔ مگر ناچار ہوں۔ رات دن خدا کی درگاہ میں دعا خواں ہوں۔ کہ خدایا مجھے اس زمین مقدس میں پہنچا۔ تیری قدرت بڑی ہے۔ اگرچہ ظاہر میں تو کچھ امید نہیں۔ کہ جا سکوں۔ مگر تیری قدرت بہت بڑی ہے۔ اگر تو چاہے۔ تو کچھ بڑی بات نہیں۔ آمین۔

اور آپ نے جو کتابیں مجھے دیں۔ وہ بھی اپنے مخالف بھائیوں کو دکھائیں۔ اور پڑھنے کو دیں۔ بعض ان میں سے تو کچھ ادہر ادہر کی باتیں کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ اور بعض تو نہایت پراگندہ اور نامعقول الفاظ پیش کرتے ہیں اور بعض تو کتاب ہی کو غصب کر بیٹھتے ہیں۔ اس ارادہ سے کہ نہ ان کے پاس کتاب رہیگی۔ نہ لوگوں کو بہکائیں گے نعوذ باللہ ہم کو بہکانے والا نام دیتے ہیں۔ لہذا ہم کو کتاب کی ضرورت بھی زیادہ ہے۔ انشاء اللہ اگر کتابیں ہوتیں۔ تو ہم بھی کچھ کام کر سکتے۔ کیونکہ مجھے نور محمد صاحب ہیڈ ٹیچر روز ہیل سکول کے ذریعہ ایک ریویو ملی تھی بطالعہ کرنے کے لئے۔ تو میں نے بعد مطالعہ کے اپنی بستی کی مسجد کے امام کو دیا۔ اس نے اسے چھپا رکھا۔ وہ ریویو میں نے میانجی ذاکر علی پیش امام مسجد کو دیا تھا۔ اس میں شیخ الاسلام مصر کا فتویٰ تھا۔ عیسیٰ ناصری علیہ السلام کی وفات کے بارے میں اور وہ یہاں پر وفات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے بہت اچھی کتاب ہے۔ فقط والسلام

(میاں جی سبحان محمد ابن رجب علی۔ از ماریشس)

نومبائعین

مسمات رسول بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
منشی عبد الحفیظ صاحب	ضلع اٹاوہ
حیدر شاہ صاحب	راولپنڈی
مولا رنگ صاحب	ریاست پٹیالہ
منگل خانصاحب	ضلع ہمیر پور
اہلیہ حکیم سلطان احمد صاحب	ضلع مونگیر
حسن صاحب	حافظ آباد
اہلیہ کریم بخش صاحب	گوجرانوالہ
شیخ عبید اللہ صاحب	کوٹالوی مالابار
اہلیہ صاحبہ "	"
عبد الحق صاحب	ضلع جالندہر
عبد الرحیم صاحب	وزیر آباد
محمد الیاس صاحب	ریاست پٹیالہ
احمد دین صاحب	لالہ موسیٰ
محمد مخدوم حسن صاحب	بھاگلپور
عبد الحمید صاحب	دہلی
ملتان خان صاحب	ضلع پشاور
سید فضل الرحمٰن صاحب	منصوری
عطا محمد صاحب	ضلع گورداسپور
ولی محمد صاحب	"
نتھو صاحب	"
مقبول احمد خان صاحب	چھاؤنی لاہور
لکھن خان	ضلع ہوشیارپور
ہمشیرہ صاحبہ جھنڈا صاحب	ضلع امرتسر